سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن کی عملی تفسیر

از: مفتی محمد قاسم قادری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ کی اہمیت و عظمت کا بیان اگر جامعیت و اختصار کے ساتھ کسی ایک جملے میں بیان کیا جائے، تو وہ یقیناً ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا یہ فرمان ہو گا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ کریمہ کے متعلق سوال پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: ”ان خلق نبی اللہ صلی اللہ تعالی علیہ آلہ وسلم کان القرآن“ ترجمہ: بے شک اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے اخلاقِ مبارکہ تو قرآن تھے (یعنی قرآن پر مبنی تھے)۔[1]

اور مسند احمد کے الفاظ ہیں: ”کان خلقه القرآن“ ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا اخلاق قرآن تھا۔[2] قرآن مجید میں اسی عملی عظمت کو ان الفاظ سے بیان فرمایا: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور بیشک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔“[3]

اس مختصر جملے میں یہ حقیقت بیان کر دی گئی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی پوری زندگی قرآن کی عملی شکل تھی۔ قرآن میں جو احکام، اخلاق، تعلیمات اور اصول بیان ہوئے، وہ سب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں عملی صورت میں نظر آتے ہیں۔ اس لیے سیرت کا مطالعہ دراصل قرآن کے مفہوم کو پورے طریقے سے سمجھنے کا ذریعہ ہے۔

اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ قرآن مجید میں بہت سی اخلاقی تعلیمات اصولی انداز میں بیان

1...صحیح المسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب جامع صلاۃ اللیل، صفحہ 374، رقم الحدیث: 746، دار ابن حزم، بیروت

2...مسند امام احمد بن حنبل، مسند الصدیقه عائشة، جلد 41، صفحہ 148، رقم الحدیث: 24601، مؤسسة الرسالة، بیروت

3...پارہ 29، سورۃ القلم: 4

ہوئی ہیں۔ مثلاً: صبر، عفو، تواضع، سخاوت، عدل، حسنِ معاشرت، رحم، شفقت، حلم وبرد باری وغیرہا، لیکن یہ سب عملی صورت میں کیسے اختیار کیے جائیں؟ اس کی مکمل تصویر رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا نے اپنے الفاظ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا جس کا توضیحی معنیٰ یہ ہے کہ اگر تم رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کے اخلاق کو جاننا چاہتے ہو تو قرآن پڑھو، کیونکہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قرآن کے بیان کردہ اخلاق کا مجسم نمونہ ہیں۔ **اس کی چند مثالیں ملاحظہ کریں:**

قرآن مجید میں صبر کی بہت تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔“(1) اور ایک مقام پر فرمایا ﴿فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”تو تم اچھی طرح صبر کرو۔“(2) ان آیات میں صبر کا حکم تو دیا گیا، لیکن صبرِ جمیل کی عملی صورت ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں نظر آتی ہے۔ مثلاً: طائف کے موقع پر جب آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کو شدید اذیت دی گئی، پتھر مارے گئے، جسم لہولہان ہو گیا، تو آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے ایذاء دینے والوں کی ہلاکت کی دعا نہیں کی، بلکہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے پہاڑوں کے فرشتے نے بھی جب عرض کی کہ آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ جو چاہیں حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں مکہ کے دونوں بڑے پہاڑوں کو ان لوگوں پر ملادوں (اور انہیں ہلاک کر دوں) تو اس وقت بھی نبی کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کی ہلاکت کا حکم نہیں دیا، بلکہ ان لوگوں کی نسلوں سے ہدایت کی امید ظاہر کرتے ہوئے فرمایا: نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا، جو صرف ایک اللہ کی

1...پارہ 14، سورۃ النحل: 127

2...پارہ 29، سورۃ المعارج: 5

عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔[1]

یونہی غزوۂ احد میں جب کفار نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے دندانِ مبارک کا کچھ حصہ شہید اور چہرۂ اقدس زخمی کر دیا، تو صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ان کے خلاف دعا کریں۔ اس پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، بلکہ حق کی دعوت دینے والا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پھر آپ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی: ”اللھم اھد قومی فإنھم لا یعلمون“ ترجمہ: اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں۔[2] یہ صبرِ جمیل کی عملی تفسیر ہے۔

اسی طرح قرآن میں عفوودرگزر کا حکم دیا گیا: ﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”تو انہیں معاف کردو اور ان سے درگزر کرو۔“[3] اور فرمایا: ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔“[4]

اس حکم پر عمل درآمد کا عظیم شاہکار فتح مکہ کے موقع پر ظاہر ہوا جب وہ لوگ جنہوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو وطن سے نکالا، جنگیں کیں، تکلیفیں دیں، سب آپ کے سامنے کھڑے تھے، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اذھبوا فأنتم الطلقاء“ ترجمہ: جاؤ تم سب آزاد ہو۔[5] یہ قرآن کے حکمِ عفو کی عملی تصویر ہے۔

1... صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، جلد2، صفحہ386، 387، رقم الحدیث: 3231، دارالکتب العلمیہ، بیروت

2... سبل الھدی والرشاد، الباب الثالث فی حلمہ وعفوہ، جلد7، صفحہ21، دارالکتب العلمیہ، بیروت

3... پارہ6، سورۃ المائدۃ: 13

4... پارہ4، سورۃ آل عمران: 134

5... سیرت ابن ھشام، طواف الرسول بالبیت، جلد02، صفحہ349، دارالمعرفہ، بیروت

قرآن مجید میں تواضع کا حکم دیا گیا: ﴿وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور مسلمانوں کے لیے اپنے بازو بچھا دو۔“(1) اور فرمایا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔“(2)

اس تواضع کی عملی مثال رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی میں ملتی ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے، غلاموں کے ساتھ بیٹھ جاتے، بچوں کو سلام کرتے، بیماروں کی عیادت کرتے، اور خود فرماتے: ”آکل كما يأكل العبد وأجلس كما يجلس العبد فانما أنا عبد“ ترجمہ: میں اسی طرح کھاتا ہوں، جیسے ایک بندہ کھاتا ہے، اور اسی طرح بیٹھتا ہوں، جیسے ایک بندہ بیٹھتا ہے، اس لیے کہ میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں۔(3)

قرآن میں عدل کا حکم دیا گیا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے۔“(4) اور فرمایا: ﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”انصاف کرو، یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔“(5)

اس عدل کی عملی تصویر ہمیں اس واقعہ میں ملتی ہے، جب قریش کی ایک عورت نے چوری کی، لوگ چاہتے تھے کہ اسے سزا نہ دی جائے، تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنے محبوب ترین رشتے کے متعلق فرمایا کہ اگر اس سے بھی ایسا جرم سرزد ہوتا، تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ

1...پارہ14، سورۃ الحجر:88

2...پارہ19، سورۃ الفرقان:63

3...شعب الایمان، جلد05، صفحہ107، رقم الحدیث:5975، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

4...پارہ14، سورۃ النحل:90

5...پارہ6، سورۃ المائدۃ:8

دیتا۔[1] یہ قرآن کے بیان کردہ حکمِ عدل پر عمل کے جذبے کا کامل اظہار ہے۔

قرآن مجید میں رحم و شفقت کی تعلیم دی گئی: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "تو اے حبیب! اللہ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ آپ ان کے لئے نرم دل ہیں۔"[2] یعنی اللہ کی رحمت سے آپ نرم دل ہوئے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں یہ رحمت قدم قدم پر نظر آتی ہے، خواہ امت کے اجتماعی معاملات ہوں یا لوگوں کے انفرادی واقعات، رحمتِ خداوندی کا یہ چشمہ زندگی کے ہر گوشے میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ بہتا نظر آتا ہے اور اسی شفقت و محبت کے دلی جذبے کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بچوں کو گود میں لیتے، ان سے محبت کرتے، حتی کہ نماز میں بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دیتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "إني لأقوم في الصلاة أريد أن أطول فيها فأسمع بكاء الصبي فأتجوز في صلاتي كراهية أن أشق على أمه" ترجمہ: بے شک میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے لمبا کروں، پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں، اس اندیشے سے کہ کہیں اس بچے کی ماں پر مشقت نہ ہو۔[3]

قرآن مجید میں سخاوت اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "تم ہرگز بھلائی کو نہیں پاسکو

1...صحيح المسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، صفحه 927، رقم الحديث: 1688، دار ابن حزم، بيروت

2...پارہ 4، سورۃ آل عمران: 159

3...صحيح البخاری، كتاب الصلوة، جلد 01، صفحه 253، رقم الحديث: 707، دار الكتب العلميه، بيروت

گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔"[1]

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے راہِ خدا میں خرچ کرنے کے بے شمار واقعات ہیں، حتی کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قرض لے کر بھی لوگوں کی حاجتیں پوری فرماتے، آپ کی سخاوت کا دریا ہمیشہ رواں رہتا ہے، یہاں تک کہ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:"كان رسول الله صلى الله تعالى عليه آله وسلم أجود الناس، وكان أجود ما يكون في رمضان۔۔۔أجود بالخير من الريح المرسلة "ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو آپ کی سخاوت تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ یہ قرآن کے راہِ خدا میں خرچ کی عملی شکل ہے۔[2]

ایک روز نمازِ عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ دولت خانہ میں تشریف لے گئے، پھر جلدی سے باہر آئے، صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو تعجب ہوا! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں خیال آگیا کہ صدقے کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے، مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے، اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کا کہہ آیا ہوں۔[3]

حضرت ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک روز میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا: اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے،

1...پارہ4، سورۃ آل عمران: 92

2... صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب ذکر الملائکۃ، جلد 02، صفحہ 384، رقم الحدیث: 3220، دار الکتب العلمیہ، بیروت

3...صحیح البخاری، کتاب العمل في الصلاۃ، جلد01، صفحہ411، رقم الحدیث: 1221، دار الکتب العلمیہ، بیروت

تومیں پسند نہیں کروں گا کہ اس میں سے ایک دِینار بھی میرے پاس تین(3) دن سے زِیادہ رہ جائے، سِوائے اُس دِینار کے جسے میں اَدائے قرض کے لئے رکھ چھوڑوں۔[1]

قرآن مجید میں حسنِ معاشرت کا حکم دیا گیا: ﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو۔“[2] رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں یہ فرمان اپنی پوری شان کے ساتھ نظر آتا ہے، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی ازواج کے ساتھ بہت نرمی، سچی محبت اور نہایت عمدہ حسنِ سلوک فرماتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”خیر کم خیر کم لأهله وأنا خیر کم لأهلی“ ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔[3]

قرآن میں حلم و بردباری کی تعلیم دی گئی اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی میں اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ ایک بدوی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی چادر زور سے کھینچی، یہاں تک کہ گردن پر نشان پڑ گیا، اور سخت لہجے میں مال مانگا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مسکرا دیے اور اسے عطا فرمایا۔[4] یہ حلم و تحمل کی عملی تصویر ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے سیرت نبوی کا مطالعہ ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی قرآن کی وہ نورانی، عملی تفسیر ہے جس

1... صحيح البخارى، كتاب في الاستقراض ---- الخ ، باب أداء الدين، جلد 02، صفحه 105،106، رقم الحديث: 2388، دار الكتب العلمية، بيروت

2... پارہ 4، سورۃ النساء: 19

3... سنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب حسن معاشرة النساء، جلد 02، صفحه 478، دار المعرفة، بيروت

4... صحيح المسلم، كتاب الزكاة، باب إعطاء من سأل بفحش وغلظة، صفحه 525، رقم الحديث: 1057، دار ابن حزم، بيروت

میں عبادات، اخلاق، معاملات، معاشرت، سیاست، قیادت، صبر، حلم، عفو، عدل، رحم، سخاوت، تواضع،سب کا روح پرور، عملی نمونہ نظر آتا ہے۔اس لیے جو شخص قرآن کے اخلاق کو اپنانا چاہتا ہے، اسے سیرت نبوی کا مطالعہ کرنا ہو گا، کیونکہ سیرت کے بغیر قرآن کی حقیقی مکمل روشنی نصیب نہیں ہو سکتی اور سیرت طیبہ (جسے ”کان خلقه القرآن“ سے تعبیر کیا گیا ہے) سے ہی قرآن کے انوار پوری طرح سامنے آتے ہیں۔

03اگست2026ء